ایاتہا ۷۸ ۔ سُوْرَۃُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِیَّۃٌ ۵۵ ۔ رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝١ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝٢ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝٣ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝٤
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝٥ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝٦ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝٧ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝٨ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝٩ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝١٠ فِيْهَا
فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝١١ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝١٢
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٣

”رحمٰن نے (اپنے حبیب کو) سکھایا ہے قرآن۔ پیدا فرمایا انسان (کامل) کو۔ (نیز) اسے قرآن کا بیان سکھایا۔ سورج اور چاند حساب کے پابند ہیں۔ اور (آسمان کے) تارے اور (زمین کے) درخت اسی کو سجدہ کناں ہیں۔ اور آسمان اسی نے بلند کیا اور میزان (عدل) قائم کی۔ تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔ اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو کم نہ کرو۔ اور اس نے زمین کو پیدا کیا ہے مخلوق کے لیے۔ اس میں گوناگوں پھل ہیں اور کھجوریں غلافوں والی۔ اور اناج بھی بھوسہ والا اور خوشبودار پھول۔ پس (اے انس وجاں) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام احمد اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: اس وقت آپ رکن کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور مشرکین سن رہے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے کہ جب آپ کو حکم دیا گیا آپ اس کا کھلے عام اظہار کریں: فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٣۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ترمذی، ابن منذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر سورۂ رحمٰن ابتداء سے آخر تک پڑھی اور وہ سب خاموش رہے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم پر یہ کیسا سکوت دیکھ رہا ہوں۔ تحقیق میں نے یہی سورہ جنوں کی ملاقات کی رات ان پر پڑھی۔ تو انہوں نے تم سے انتہائی خوبصورت اور حسین جواب دیا۔ میں جب بھی اس آیت پر پہنچا: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! تیری نعمتوں میں سے کوئی شے بھی نہیں جسے ہم جھٹلاتے ہیں۔ پس سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ ''لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ'' (1)

امام بزار، ابن جریر، ابن منذر، دارقطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور خطیب نے تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام پر سورۂ رحمٰن پڑھی۔ تو وہ خاموش رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا ہے میرے لیے کہ میں تم سے زیادہ حسین اور خوبصورت جواب جنات کو اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے سن رہا ہوں؟ جب میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر پہنچا: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! تیری نعمتوں میں سے کوئی شے نہیں ہے جسے ہم جھٹلاتے ہیں۔ پس سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ (2)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر شے کے لیے عروس (دلہن) ہے اور عروس القرآن سورۃ الرحمٰن ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورہ حدید، اذا وقعت الواقعہ اور الرحمٰن کے قاری کو ملکوت السموات والارض میں ساکن الفردوس (جنت الفردوس کا مکین) پکارا جاتا ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔ (4)

امام احمد نے حضرت ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پہلی مفصل سورۃ الرحمٰن ہے۔ (5)

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا: میں نے سورۂ مفصل ایک رکعت میں پڑھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا یہ اس شعر کی طرح ہے۔ بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس قسم کی دو صورتیں ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک رکعت میں سورۂ رحمٰن اور سورہ نجم اور ایک رکعت میں اقتربت اور الحاقہ۔ کبھی سورۂ طور اور ذاریات ایک رکعت میں کبھی ''اذا وقعت الواقعۃ'' ایک رکعت میں اور عم اور المرسلات ایک رکعت میں، سورۂ دخان اور اذا الشمس کورت ایک رکعت میں۔ سائل سائل اور سورۃ النازعات ایک رکعت میں، اور کبھی سورۂ ویل للمطففین اور سورۂ عبس ایک رکعت میں (تلاوت فرمایا کرتے تھے) (6)

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 373 (3291)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 45-144
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 490 (2494)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 491 (2496)
5۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 412، دار صادر بیروت
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 32، دارالفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نو رکعتوں کے ساتھ نماز کو وتر بنا لیتے تھے۔ پھر جب آپ عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ بوجھ محسوس کرنے لگے تو پھر سات رکعتوں کے ساتھ وتر بناتے۔ پس آپ ﷺ نے بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورۃ الرحمٰن اور سورۂ واقعہ کی قرأت کی۔ (1)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سورۃ الرحمٰن پڑھائی۔ پھر میں شام کے وقت مسجد کی طرف نکلا۔ تو ایک گروہ میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ایک آدمی سے کہا۔ (یہ سورت) مجھ پر پڑھو۔ تو جب اس نے اس طرح کے حروف پڑھے جو میں نے نہیں پڑھے تھے۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تجھے کس نے پڑھایا ہے؟ اس نے جواباً کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے۔ سو ہم چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا ٹھہرے۔ تو میں نے عرض کی: ہماری قرأت میں اختلاف ہو گیا ہے۔ تو اچانک رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مقدس متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے اپنے دل میں خاصی تکلیف محسوس کی۔ جب اختلاف کا ذکر کیا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم سے پہلے تھے وہ اختلاف کے سبب ہی ہلاک اور برباد ہوئے۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: اور فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر آدمی اس طرح پڑھے جیسے اسے تعلیم دی گئی ہے کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کے سبب ہی ہلاک ہوئے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم پھر چل پڑے اور ہم میں سے ہر آدمی اس طرح کے حروف پڑھ رہا تھا کہ ان میں اس کے ساتھی کی قرأت اس سے مختلف تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ الآیات۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ میں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ کی تفسیر میں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ہدایت کے راستہ اور گمراہی کا راستہ دونوں کی وضاحت کر دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت (اور اس کا احسان) ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ فرمایا: مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کا بیان انہیں سکھایا اور اس کے حلال و حرام کی وضاحت کر دی۔ تاکہ وہ اس کے سبب انسان پر حجت قائم کر سکے اور اللہ تعالیٰ کی حجت اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ فرمایا: سورج اور چاند مقررہ مدت تک حساب کے پابند ہیں۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ کے بارے فرمایا کہ دونوں کو حساب اور منازل کے مطابق بھیجا جاتا

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 33، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 34-133، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت ابو مالک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں کے لیے حساب اور مدت مقرر ہے جیسا کہ لوگوں کے لیے مدت مقرر ہے۔ پس جب ان دونوں کی مدت مقررہ آ جائے گی تو یہ دونوں بھی ہلاک ہو جائیں گے (یعنی بے نور ہو کر ختم ہو جائیں گے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں حساب کے مطابق چل رہے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دونوں خاص انداز ے کے مطابق چلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ دونوں چکی کی آہنی میخ (جس کے ارد گرد چکی گردش کرتی ہے) کی مثل میں گردش کناں ہیں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابو رزین رحمہ اللہ سے اور حضرت حاکم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نجم وہ ہے جو زمین پر پھیل جائے اور شجر وہ ہے جو تنے پر کھڑا ہو (3)۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابو رزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نجم سے مراد (بیلیں وغیرہ) ہیں۔ جو زمین پر بچھ جائیں اور ان کا کوئی تنا نہ ہو اور شجر وہ ہے جس کا تنا ہو۔ اور يَسْجُدٰنِ۝ کے بارے فرمایا: ان دونوں کا سایہ ہی ان کا سجدہ ہے۔ (5)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا: وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۝ میں النَّجْمُ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس سے مراد ایسی (بوٹی یا بیل) ہے جو زمین پر پھیلے اور تنے پر کھڑی نہ ہو اور جب وہ تنے پر کھڑی ہو تو پھر وہ شجر ہے۔ صفوان بن اسد تمیمی نے کہا:

لَقَدْ اَنْجَمَ الْقَاعُ الْكَبِيْرُ عِضَاتُهُ وَتَمَّ بِهٖ حَيَّاتَمِيْمٍ وَّوَائِلِ

"تحقیق وسیع وعریض نرم میدان اس کی مصیبتیں ختم ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی تمیم ووائل کے دونوں قبیلے مکمل ہو گئے"۔

ازہیر بن ابی سلمی نے کہا:

مُكَلَّلٌ بِاُصُوْلِ النَّجْمِ تَنْسِجُهٗ رِيْحُ الْجَنُوْبِ كَضَاحِيْ مَابِهٖ حُبُكَ

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 134، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 135
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 136 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 137 5۔ ایضاً

''وہ نباتات کی جڑوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ جنوب کی ہوا اس میں لہریں پیدا کرتی ہے سورج کی طرح، اسی کے سبب وہ تیرا پسندیدہ ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد آسمان کے تارے ہیں۔ اور الشَّجَرُ سے مراد درخت ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی صبح وشام سجدہ کرتا ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ ۝ سے مراد عدل ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو عدل کر جب کہ تو یہ پسند کرتا ہے کہ تیرے ساتھ عدل کیا جائے اور اپنا پیمانہ پورا کر جیسا کہ تو یہ پسند کرتا ہے کہ تیرے لیے ناپ تول پورا کیا جائے۔ کیونکہ عدل وانصاف لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو وزن کرتے دیکھا کہ اس نے اسے ایک جانب جھکا لیا۔ تو آپ نے فرمایا: لِسَانُ الْمِیْزَانِ (ترازو کا وہ حصہ جو تولتے وقت ہاتھ میں رہتا ہے) کو سیدھا کر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ سے مراد یہ ہے کہ تم انصاف کے ساتھ لسان المیز ان کو ٹھیک رکھو۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَ الْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ میں الانام سے مراد لوگ ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین لوگوں کے لیے پیدا کی ہے)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لِلْاَنَامِ سے مراد مخلوق ہے۔(5)

امام طستی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: الانام سے مراد مخلوق ہے۔ وہ ہزار گروہ اور جماعتیں ہیں۔ چھ سو سمندر میں ہیں اور چار سو خشکی میں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

فَاِنْ تَسَالِیْنَا مِمَّ نَحْنُ فَاِنَّنَا　عَصَا فِیْرَ مِنْ هٰذَا الْاَنَامِ الْمُسَخَّرِ

''پس اگر تو ہم سے پوچھے کہ ہم کن میں سے ہیں؟ تو بے شک ہم اس مسخر شدہ مخلوق کی چڑیاں ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ الانام سے مراد ہر ذی روح شے ہے۔(6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لِلْاَنَامِ ۝ سے مراد ہر وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 37-136، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 138　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 139　6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

شے ہے جو زمین پر رینگ کر چلتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَ الْاَرْضَ وَ ضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق یعنی جن وانس کے لیے زمین کو پیدا فرمایا۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ سے مراد کھجور کے گابھے کا غلاف ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ سے مراد گندم کے پتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْحَبُّ سے مراد گندم اور جو کے دانے ہیں اور الْعَصْفِ سے مراد وہ چھلکا ہے جو دانے پر ہوتا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد بھوسہ ہے اور الرَّيْحَانُ سے مراد کھیتی کی سبزی اور شادابی ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد کھیتی کے پتے ہیں جب وہ خشک ہو جائے۔ اور الرَّيْحَانُ سے مراد ایسا پھول ہے جسے زمین اگاتی ہے اور اسے سونگھا جاتا ہے (یعنی خوشبودار پھول)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد وہ ابتدائی حالت کی کھیتی ہے جس میں وہ سبزی نکالتی ہے۔ اور الرَّيْحَانُ سے مراد وہ حالت ہے جس میں وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے لیکن ابھی تک اس کا سٹہ ظاہر نہ ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ الرَّيْحَانُ مذکور ہے اس سے مراد رزق ہے۔(5)

ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد وہ کھیتی ہے جو پہلے پہلے اگتی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ الرَّيْحَانُ سے مراد رزق ہے اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا کہ الرَّيْحَانُ سے مراد رزق اور طعام ہے۔(6)

امام ابن جریر نے ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الرَّيْحَانُ سے مراد وہ پودے ہیں جن میں خوشبو پائی جاتی ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 142
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 43-141
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 142
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 143

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے الرَّیْحَانُ کی تفسیر میں فرمایا تمہارا پھول یہ ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی وہ کون سی نعمت ہے جسے تم جھٹلاؤ گے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رَبِّكُمَا میں تثنیہ ضمیر سے مراد جن وانس ہیں (یعنی اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)(3)

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

"پیدا فرمایا انسان کو بجنے والی مٹی سے ٹھیکری کی مانند۔ اور پیدا کیا جان کو آگ کے خالص شعلے سے۔ پس (اے انس و جان) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہی دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ سے مراد آگ کا شعلہ ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد آگ کا وہ شعلہ ہے جو اس کے درمیان سے نکلتا ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد خالص آگ ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مِنْ مَّارِجٍ سے مراد آگ کے شعلے ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد زرد اور سبز رنگ کا وہ شعلہ ہے جو آگ میں بلند ہوتا ہے جب اسے روشن کیا جائے۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد وہ سبزی ہے جو اس سیاہ آگ سے جدا ہوتی ہے جو آگ اور دھوئیں کے درمیان ہوتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 145 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 147 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا۔ جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو اس طرح پیدا کیا گیا ہے جس طرح تمہارا وصف بیان کیا گیا ہے۔(1)

ارشاد باری تعالیٰ ہے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ الآیہ۔ اس کے بارے میں امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورج کے لیے موسم سرما میں ایک مطلع (طلوع ہونے کی جگہ) ہے اور موسم سرما میں ایک مغرب (غروب ہونے کی جگہ) ہے اور ایک مطلع موسم گرما میں ہے اور ایک مغرب موسم گرما میں ہے اور موسم گرما کا مطلع و مغرب موسم سرما کے مطلع اور مغرب سے سوا اور علیحدہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الْمَشْرِقَيْنِ سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مشرق ہے اور الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ سے مراد بھی دونوں موسموں کا مغرب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ الْمَشْرِقَيْنِ سے مراد نجم اور شفق کا مشرق ہیں اور الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ سے مراد سورج اور شفق کا مغرب ہیں۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾

"اس نے رواں کیا ہے دونوں دریاؤں کو جو آپس میں مل رہے ہیں۔ ان کے درمیان آڑ ہے آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ نکلتے ہیں ان سے موتی اور مرجان۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ اللہ تعالیٰ نے دو دریا جاری فرمائے۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ ان کے درمیان رکاوٹ اور آڑ ہے۔ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ وہ آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے (باہم ایک دوسرے کے ساتھ ملتے نہیں ہیں)(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کے بارے فرمایا: کہ اس سے مراد دونوں دریاؤں کا برابر اور ہموار ہونا ہے۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ فرمایا: ان کے درمیان

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18-17، صفحہ 96(2996)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 51-149

اللہ تعالیٰ کی جانب سے آڑ ہے۔ لَا يَبْغِيٰنِ فرمایا وہ دونوں آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کی جانب قطعاً نہیں بڑھتا۔ نہ میٹھا نمکین پر اور نہ نمکین اور کھاری میٹھے کی جانب بڑھتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ اللہ تعالیٰ نے دونوں دریاؤں کو حسین بنایا۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ان دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی جانب سے حق (آڑ) ہے۔ ان میں سے ایک دوسرے کی جانب قطعاً نہیں بڑھتا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد بحر فارس اور بحر روم ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد بحر فارس اور بحر روم، بحر مشرق اور بحر مغرب ہیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ سے مراد آسمان کا دریا اور زمین کا دریا ہے۔ يَلْتَقِيٰنِ فرمایا: وہ ہر سال ملتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد بحر السماء اور بحر الارض ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ کا معنی ہے کہ دونوں کے درمیان اتنی دوری اور بعد ہے کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی جانب تجاوز نہیں کرسکتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ فرمایا: ان دونوں کے درمیان تم آڑ اور رکاوٹ ہو۔ لَا يَبْغِيٰنِ وہ تم پر تجاوز نہیں کرسکتے کہ وہ تمہیں غرق کردیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان جزیرہ اور خشکی کی آڑ ہے۔ لَا يَبْغِيٰنِ وہ خشکی پر تجاوز نہیں کرتے اور نہ ان میں سے ایک دوسرے پر تجاوز کرتا ہے اور نہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو پکڑا ہے کہ وہ تجاوز کرنے والا ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم، اس کی قدرت و اختیار اور اس کی عظمت و جلال کے سبب ان میں سے ہر ایک دوسرے سے دور اور رکا ہوا ہے۔(6)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لَا يَبْغِيٰنِ کا معنی ہے کہ وہ لوگوں پر طغیانی نہیں لاتے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 51-150، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 150
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 149 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 151 7۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 267، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بَرْزَخٌ کا معنی بعد اور دوری ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ کے تحت انہوں نے فرمایا: ایک کنواں یہاں ہے جس کا پانی شیریں اور میٹھا ہے اور اسی جگہ ایک اور کنواں ہے جس کا پانی نمکین ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب آسمان بارش برساتا ہے تو سمندر میں سیپیوں کے منہ کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس بارش کا جو قطرہ اس میں گر جاتا ہے وہی موتی بن جاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آسمان سے بارش برستی ہے تو اس کے لیے سیپیوں کو کھول دیا جاتا ہے (پس جو اس میں پڑ جائے) وہی قطرہ موتی بن جاتا ہے۔(3)

امام فریابی، ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد بڑے بڑے موتی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد بڑے بڑے موتی ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موتیوں میں سے جو بڑا اور عظیم ہے وہ مرجان ہے۔(6)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مرہ سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد عمدہ اور اعلیٰ قسم کے موتی ہیں۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔(8)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہا اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔(9)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْمَرْجَانُ سے مراد سرخ سلیمانی منکے یا کوڑیاں ہیں۔(10)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 154 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 153 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 152
9۔ ایضاً 10۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 153

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما ہیں۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فرمایا بَرْزَخٌ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ کے بارے فرمایا۔ اللُّؤْلُؤُ اور الْمَرْجَانُ سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں صاحبزادگان ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بحرین سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ میں اللُّؤْلُؤُ اور الْمَرْجَانُ سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں شہزادے ہیں۔

وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

"اور اسی کے زیر فرمان ہیں وہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی مانند بلند نظر آتے ہیں۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ مانگ رہے ہیں اس سے (اپنی حاجتیں) سب آسمان والے اور زمین والے۔ ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ کی تفسیر میں فرمایا: الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ سے مراد وہ جہاز ہیں جن کے بادبان بلند ہوتے ہیں اور وہ جہاز جن کے بادبان بلند اور اونچے نہ ہوں وہ الْمُنْشَـٰٔتُ نہیں کہلاتے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ سے مراد ہے سفن (جہاز، کشتیاں) اور الْمُنْشَـٰٔتُ کے بارے فرمایا اس سے مراد کشتی کا بادبان ہے۔ اور كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ کا معنی ہے پہاڑوں کی طرح۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ یعنی جہاز اور کشتیاں۔ اور كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فرمایا: پہاڑوں کی طرح۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 56-155

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ سے مراد جہاز ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، اور محاملی رحمہم اللہ نے امالیہ میں حضرت عمیر بن سعد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: دریائے فرات کے کنارے ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ تو وہاں سے ایک کشتی گزری۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت ضحاک سے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں پڑھتے تھے: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشِئٰتُ فِي الْبَحْرِ تو فرماتے۔ ای الفاعلات۔ (یعنی وہ صیغہ اسم فاعل (شین کے کسرہ کے ساتھ) پڑھتے تھے)۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعمش یہ آیت پڑھتے تھے: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ یعنی البادیات۔ صحرائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ اس کی قرأت دونوں طریقوں سے کرتے تھے۔ یعنی شین کے نیچے کسرہ بھی پڑھتے تھے اور اس کے اوپر فتحہ بھی۔

ارشاد گرامی ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جب تو یہ آیت پڑھے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ تو اس پر وقفہ نہ کر۔ خاموش نہ ہو جب تک کہ یہ آیت ساتھ نہ پڑھے: وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے عظمت و کبریائی کا مالک (صاحب عظمت و کبریائی)۔(3)

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے گا جو اس آیت پر پہنچا یعنی (پڑھتا رہتا) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے کریم اور کافی ہونے والے چہرۂ قدرت کے وسیلہ سے التجاء کی ہے۔ اور بیہقی کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نے التجاء کی ہے اس چہرۂ قدرت کے وسیلہ سے جو باقی رہنے والا اور حسین و جمیل ہے۔

ارشاد ربانی ہے: يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیہ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اس سے ہر روز رزق، موت اور زندگی اور دیگر حاجات کی التجاء کرتے ہیں، مانگتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم ہے کہ جو آسمانوں کے مکین ہیں وہ رحمت کی التجاء کر رہے ہیں اور زمین میں رہنے والے مغفرت اور رزق طلب کر رہے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ملائکہ اہل زمین کے

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 192، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 157

لیے اللہ تعالیٰ سے رزق کا سوال کرتے ہیں اور زمین کے باسی اپنے لیے رزق مانگتے ہیں۔

امام حسن بن سفیان نے مسند میں، بزار، ابن جریر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ﴿۲۹﴾ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے، مصائب اور تکالیف دور فرما دیتا ہے ایک قوم کو غلبہ اور بلندی عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو ذلت اور پستی میں گرا دیتا ہے۔ اور بزار نے یہ اضافہ بھی کیا ہے اور وہ دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: وہ گناہ بخش دیتا ہے اور مصائب و آلام دور فرما دیتا ہے۔

بیہقی نے اس آیت کے ضمن میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے وہ تکالیف اور اذیتیں دور فرماتا ہے، دعا مانگنے والے کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے، ایک قوم کو غلبہ اور بلندی عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو ذلیل و پست کرتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان فرمایا ہے کہ ارشاد خداوندی کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ﴿۲۹﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتیوں سے پیدا فرمایا اس کے دونوں کنارے سرخ یاقوت سے بنائے گئے ہیں۔ اس کا قلم نور کا ہے اور اس کی لکھائی بھی نور ہے۔ اس کا عرض اتنا ہے جتنا زمین و آسمان کے مابین فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اپنی شان کے مطابق دیکھتا ہے اور ہر بار دیکھنے میں کسی کی تخلیق فرماتا ہے، رزق دیتا ہے، زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، عزت عطا کرتا ہے، کسی کو ذلیل و رسوا کرتا ہے، کسی کو پابند سلاسل کرتا ہے اور کسی کو آزاد کرتا ہے، المختصر جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ﴿۲۹﴾۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کی یہ شان ہے کہ وہ دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے، سائل کو عطا فرماتا ہے، قیدی کو رہائی دلاتا ہے، اور بیمار کو شفایاب فرماتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمین و آسمان کے باسیوں میں سے کوئی بھی اس سے مستغنی نہیں، وہ زندہ کو زندگی عطا فرماتا ہے اور مرنے والے کو موت دینے والا ہے، چھوٹوں کی وہی تربیت اور پرورش کرتا ہے، قیدی کو رہائی دلاتا ہے، فقیر کو غنی اور دولت مند بنا دیتا ہے۔ صالحین کی حاجات پوری کرنے کا مرکز اسی کی ذات ہے اور اسی کی ذات ان کے شکر کی انتہا ہے اور وہی اچھے اور نیک لوگوں کا فریاد رس ہے۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 254 (11388)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 158، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 157 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آیت کا مفہوم ہے وہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ رحموں میں جیسے چاہتا ہے شکل وصورت بناتا ہے، جسے چاہے عزت سے سرفراز کرتا ہے اور جسے چاہے ذلت کی پستی میں گرا دیتا ہے اور وہی قیدی کو رہائی دلاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے: وہ ایک مخلوق کو پیدا فرماتا ہے، دوسروں کو موت دیتا ہے، انہیں رزق مہیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سوید بن جبلہ فزاری رحمہ اللہ جو کہ تابعین میں سے ہیں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ غلاموں کو آزادی دلاتا ہے، وہ عتاب کرنے والوں کو خاموش کرا دیتا ہے (وہ شدید اور سخت عذاب دیتا ہے) اور رغبت رکھنے والوں کو (بے شمار اور وسیع) عطا فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾ کے تحت فرمایا کہ کوئی ایک کام دوسرے کام سے اسے قطعاً مشغول نہیں کر سکتا۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایام دنیا میں سے ہر دن دعا مانگنے والے کی دعا قبول فرماتا ہے، تکلیف اور مصیبت کو دور فرماتا ہے، وہ مضطر اور مجبور انسان کی فریاد کو قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو بخشتا ہے۔ (1)

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ يٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً
كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ
ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ
الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾

''ہم عنقریب توجہ فرمائیں گے تمہاری طرف اے جن وانس! پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اے گروہ جن وانس! اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے تو نکل کر بھاگ جاؤ (سنو!) تم نہیں نکل سکتے بجز سلطان کے (اور وہ تم میں مفقود ہے)۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ بھیجا جائے گا تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں پھر تم اپنا بچاؤ بھی نہ کرسکو گے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پھر جب پھٹ جائے گا آسمان تو سرخ ہوجائے گا جیسے رنگا ہوا سرخ چمڑا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو اس روز کسی انسان اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پہچان لیے جائیں گے مجرم اپنے چہروں سے تو انہیں پکڑلیا جائے گا پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہی وہ جہنم ہے جسے جھٹلایا کرتے تھے مجرم۔ وہ گردش کرتے رہیں گے جہنم اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان جواز حد گرم ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

امام عبد بن حمید، عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنی مخلوق کے لیے توجہ اور قصد قریب ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت وعید ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے بندوں کے لیے وعید ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شغل نہیں۔ آپ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ کے تحت فرماتے ہیں: تم میری بادشاہی اور سلطنت سے نہیں نکل سکو گے۔(3)

امام بزار اور بیہقی نے طلحہ بن منصور اور یحییٰ بن وثاب سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے اسے سیفرغ لکم پڑھا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ کا مفہوم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ تم نہیں نکل سکتے مگر اللہ تعالیٰ کی ملکیت کے ساتھ۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ہواتف الجان میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج بن علاط کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف نکلا۔ پس جب اس پر رات چھا گئی تو وہ خوفزدہ ہوگیا، ڈرنے لگا اور ٹھہر گیا۔ اس کے ساتھی پہرہ دینے لگے اور وہ کہنے لگا۔ میں اس وادی کے تمام جنوں سے اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں کے لیے پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اور میری جماعت صحیح سالم واپس لوٹ جائیں۔ پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 117، دار الفکر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 161

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ پس جب وہ مکہ مکرمہ میں پہنچا تو اس نے اس کے بارے قریش سے گفتگو کی۔ تو انہوں نے اسے بتایا: یہ اس کلام میں ہے جو محمد ﷺ بیان کرتے ہیں کیونکہ یہ انہی پر نازل ہوا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا معنی ہے آگ کا شعلہ۔ اور نُحَاسٌ کا معنی ہے آگ کا دھواں۔(1)

امام ابن الانباری نے کتاب الوقف والابتداء میں، طستی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا مفہوم کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ شعلہ ہے جس کا دھواں نہ ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت ثقفی سے نہیں سنا ہے کہ وہ کہتا ہے:

يَظَلُّ يَشُبُّ كَيْرًا بَعْدَ كَيْرٍ وَيَنْفُخُ دَائِمًا لَهَبَ الشُّوَاظِ

"وہ مسلسل بھٹی میں آگ روشن کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ آگ کے شعلوں کو پھونکیں مارتا رہتا ہے"۔

پھر نافع رحمہ اللہ نے کہا: مجھے نُحَاسٌ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ دھواں ہے جس میں شعلہ نہ ہو۔ تو اس نے پوچھا: کیا عرب بھی اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے شاعر کو یہ کہتے نہیں سنا ہے؟

يُضِيءُ كَضَوْءِ سِرَاجِ السَّلِيطِ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ فِيهِ نُحَاسًا

"وہ زیتوں کے تیل کے چراغ کی روشنی کی طرح روشنی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں دھواں نہیں رکھا ہے"۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا معنی آگ کا شعلہ ہے۔(3)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ سے مراد وہ سرخ شعلہ ہے جو آگ سے منقطع ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ میں ہے کہ اس سے مراد سرخ آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور نُحَاسٌ کے تحت انہوں نے فرمایا: تانبا پگھلایا جائے گا اور ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ یہ دو وادیاں ہیں۔ پس شواظ نتن (آگ) کی وادی ہے اور نحاس تانبے کی وادی ہے اور نتن سے مراد آگ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ ایک آگ ہے جو مغرب کی جانب سے نکلے گی اور لوگوں کو اکٹھا کر دے گی۔ یہاں تک کہ یہ بندروں اور خنزیروں کو بھی ہانک کر لے جائے گی۔ جہاں وہ رات گزاریں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63-162، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 248، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 162
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 64-162

WWW.NAFSEISLAM.COM

گے وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے یہ بھی ٹھہر جائے گی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نُحَاسٌ سے مراد وہ تانبا ہے جس کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ۝ میں تثنیہ سے مراد جن وانس ہیں یعنی اے جن وانس! بچاؤ بھی نہ کر سکو گے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَرْدَةً سرخ ہونا ہے۔ یعنی جب آسمان پھٹ جائیگا تو سرخ ہو جائے گا۔ اور كَالدِّهَانِ۝ سے مراد سرخ چمڑا ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۝ اور گھوڑے کے رنگ کی مثل (سرخ) ہو جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ جانور کی طرح سرخ ہو جائے گا۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے کہ وَرْدَةً سے مراد گلاب کے پھول کی سرخی ہے۔ اور كَالدِّهَانِ۝ کا معنی ہے تیل کی صفائی کی طرح۔ کیا تو نے عربی کو یہ کہتے نہیں سنا: الجل الورد کہ جل کا معنی گلاب کا پھول ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آسمان کا رنگ زردی میں گلاب کے تیل کے رنگ کی طرح ہو جائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آسمان آج سبز ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور قیامت کے دن اس کا رنگ دوسرا ہوگا۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَالدِّهَانِ۝ کا معنی ہے تیل کی طرح۔(7)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آسمان تیل کے صاف ہونے کی طرح صاف ہو جائے گا۔(8)

محمد بن نصر نے لقمان بن عامر حنفی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو یہ پڑھ رہا تھا: فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۝ تو آپ ٹھہر گئے اور اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور آنسوؤں نے اس کا گلا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 471 (37318)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 163، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 164

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 165 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 166

WWW.NAFSEISLAM.COM

بند کر دیا۔ وہ روتا رہا اور کہنے لگا: اس دن کون مددگار ہوگا جس دن آسمان پھٹ جائے گا؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے نوجوان! قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تیرے رونے کے ساتھ ملائکہ بھی روئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ کے تحت فرمایا: وہ ان سے یہ سوال نہیں کرے گا کیا تم نے یہ یہ عمل کیے ہیں؟ کیونکہ وہ خود ان سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔ بلکہ وہ کہے گا: تم نے یہ یہ عمل کیوں کیا ہے؟

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں: میں ان سے ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھوں گا اور نہ ہی ان میں سے بعض سے بعض کے بارے سوال کروں گا۔ اور یہ ارشاد اس قول باری تعالیٰ کی مثل ہے: وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ (القصص) (اور نہیں دریافت کیے جائیں گے مجرموں سے ان کے گناہ) اور اس ارشاد کی مثل ہے وَّ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ (البقرہ) (اور آپ سے باز پرس نہیں ہوگی ان دوزخیوں کے متعلق) (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کسی کا محاسبہ اس لیے نہیں کیا جائے گا کہ اس کی مغفرت کی جائے گی اور مسلمان اپنا عمل (انجام) قبر میں ہی دیکھ لیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ مجرم سے سوال نہیں کریں گے بلکہ وہ انہیں ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔ (2)

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجرموں کو ان کے چہروں کی سیاہی اور ان کی آنکھوں کی نیلاہٹ سے پہچان لیا جائے گا۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ مجرموں کو چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کے نیلا ہونے سے پہچانا جائے گا۔

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ کے تحت فرمایا: زبانیہ (جہنم کے داروغے) ان کی پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے انہیں پکڑلیں گے اور انہیں اکٹھا کر کے انہیں توڑ کر اس طرح جہنم میں ڈالا جائے گا جس طرح لکڑیاں توڑ کر تنور میں پھینکی جاتی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فرشتہ ان میں سے ایک کی پیشانی کے بال پکڑے گا اور اسے اس کے قدموں کے ساتھ ملا دے گا۔ پھر اس کی پیٹھ توڑ دے گا اور پھر اسے آگ میں پھینک دے گا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے الزہد میں اسی آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ فرشتہ پیٹھ کے پیچھے سے اس کی پیشانی اور پاؤں کو ایک زنجیر میں اکٹھا کر دے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں کندہ کے ایک آدمی سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ پر ایسی ساعت بھی آئے گی جب آپ کسی کے لیے شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواباً ارشاد فرمایا: ہاں۔ تحقیق میں نے آپ ﷺ سے اس کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ جس وقت پل صراط بچھائی جائے گی اور اس وقت کچھ چہرے سفید اور روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اور پل صراط تلوار کی دھار کی طرح تیز کی جائے گی اور اسے گرم کیا جائے گا یہاں تک کہ (آگ) کے انگارے کی مثل ہو جائے گی۔ پس مومن تو اس سے گزر جائے گا اور وہ اسے کوئی نقصان اور ضرر نہیں دے گی۔ لیکن منافق جب اس پر چلے گا تو جب درمیان میں پہنچے گا تو اس کے پاؤں میں کانٹا چبھے گا اور وہ اپنے ہاتھوں سے پاؤں تک جا گرے گا۔ تو کیا تو نے ایسے آدمی کو دیکھا ہے جو ننگے پاؤں دوڑتا ہے۔ پھر اسے کانٹا لگتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے پاؤں سے پار نکلنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ تو چونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں کی جانب جھکے گا۔ تو جہنم کا داروغہ اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑتے ہوئے مارے گا اور اسے جہنم میں پھینک دے گا۔ وہ اس میں پچاس برس تک گرتا چلا جائے گا۔ تو میں نے پھر پوچھا: کیا اس پر بوجھ ڈالا جائے گا؟ فرمایا: اس پر پانچ بھاری اور موٹی اونٹنیوں کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ پس اس دن مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گا اور انہیں پکڑ لیا جائے گا پیشانی کے بالوں سے اور ٹانگوں سے۔ (1)

امام ابن مردویہ اور ضیاء مقدسی رحمہما اللہ نے صفۃ النار میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تحقیق جہنم کو پیدا کیے جانے سے ایک ہزار برس پہلے اس کے داروغے پیدا کیے گئے اور ہر روز ان کی قوۃ اور طاقت میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ انہیں پکڑ لیں گے جنہیں انہوں نے پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑنا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے **بَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ** ﴿۴۴﴾ کے تحت فرمایا: اتنا گرم پانی جس کی گرمائش اپنی انتہا کو پہنچی ہوگی۔ (2)

امام طستی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ **حَمِيْمٍ اٰنٍ** ﴿۴۴﴾ کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: وہ گرم پانی جس کا پکنا اور گرمائش انتہا کو پہنچی ہوئی ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَيَخْضَبُ لِحْيَةً غَدَرَتْ وَخَانَتْ ۔ بِأَحْمٰى مِنْ نَجِيعِ الْجَوْفِ آنِيْ

"وہ داڑھی کو خضاب لگاتا ہے کہ اس نے دھوکہ دیا ہے اور خیانت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پیٹ کی خوشگوار خوراک میں سے انتہائی گرم خوراک سے پرہیز کرتا ہے"۔ (3)

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10، صفحہ 77، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 168، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 251، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے اسے پکایا جارہا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ کا مفہوم ہے اس کی گرمائش اور اس کا پکنا انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ سے مراد ایسی آگ ہے جو انتہائی سخت گرم ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ تانبا ہے جس کی گرمی اور تپش انتہا تک پہنچی ہوئی ہو۔(3)

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

”اور جو ڈرتا ہے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے تو اس کو دو باغ ملیں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغ (پھلدار) ٹہنیوں والے ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بستروں پر جن کے استر قنادیز کے ہوں گے۔ اور دونوں باغوں کا پھل نیچے جھکا ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن ذکر کیا اور آپ قیامت، میزان، جنت و دوزخ، ملائکہ کے صفیں باندھنے، آسمانوں کو لپیٹنے پہاڑوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 168، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے اڑنے، سورج کے لپیٹے جانے (یعنی بے نور ہونے) اور ستاروں کے بکھرنے کے بارے میں غور وفکر کرنے لگے۔ پھر فرمایا: میرے لیے یہ بہتر اور پسندیدہ تھا کہ میں اس سبزے میں سے سبزہ ہوتا چوپائے میرے اوپر آتے اور مجھے کھا جاتے اور میں پیدا نہ کیا جاتا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۝ (فَقَالَ وَدِدْتُ اَنِّیْ كُنْتُ خَضْرَاءَ مِنْ هٰذَا الْخَضِرِ تَاْتِیْ عَلَیَّ بَهِیْمَةٌ فَتَاْكُلُنِیْ وَاَنِّیْ لَمْ اُخْلَقْ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ان مومنین سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کیے۔ (1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو ڈرا پھر اس نے تقویٰ اختیار کیا۔ اور خائف (ڈرنے والا) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالائے اور اس کی نافرمانی چھوڑ دے۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن ابی الدنیا نے التوبہ میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو معصیت اور گناہ کا قصد کرتا ہے۔ پھر اسے اس کے سامنے کھڑے ہونا یاد آتا ہے تو وہ اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے جو اس مقام سے ڈرا جس پر اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو گناہ کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک مومنین اس مقام سے ڈرے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے عمل کیے اور رات دن انہوں نے اسی کے لیے کوشش کی اور مشقت اٹھائی۔ (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب وہ گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے اس سے رک جاتا ہے۔ (6)

عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ دو باغ اس کے لیے ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ بن قیس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی جس نے کہا: تم مجھے آگ کے ساتھ جلا دو تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے غائب ہو جاؤں۔ یہ بات کرنے کے بعد اس نے رات دن ہمیں کہا: پس اللہ تعالیٰ نے اس کی اس بات کو قبول کر لیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن منیع حکیم نے نوادر الاصول میں، نسائی، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 169، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 469 (739)، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 170 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور ابن مردویہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری بار یہ آیت تلاوت فرمائی وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ تو میں نے پھر عرض کی: اگر چہ اس نے زنا کیا اور چوری کی؟ تو آپ ﷺ نے تیسری بار پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ تو میں نے عرض کی: اگر چہ اس نے زنا کیا اور اس نے چوری کی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اگر چہ ابو الدرداء کی ناک خاک آلود ہو۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر چہ اس نے زنا کیا اور اگر چہ اس نے چوری کی یا رسول اللہ! ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چہ اس نے زنا کیا اور اگر چہ اس نے چوری کی اور اگر چہ ابو الدردا کی ناک خاک آلود ہو۔ پس حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے تھے اور اس طرح کہتے تھے: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ اگر چہ ابو الدرداء کی ناک خاک آلود ہو۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حریری رحمہ اللہ کی سند سے ان کے بھائی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت محمد بن سعد رحمہ اللہ کو سنا وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ" تو میں نے کہا اس آیت میں "وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے یہ آیت اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے سنا ہے۔ پس میں مرتے دم تک اسی طرح پڑھتا رہوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ شہادت دی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ہشام بن عبد الملک کے پاس تھا۔ تو اس نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اگر چہ اس نے زنا کیا اور اگر چہ اس نے چوری کی؟ تو میں نے کہا بے شک یہ فرائض نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے اور جب فرائض نازل ہوئے تو یہ حکم ختم ہو گیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر یسار سے جو کہ آل معاویہ کا آزاد کردہ غلام تھا اور انہوں نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: بلکہ ان سے کہا گیا: اے ابو العراد! اگر چہ اس نے زنا کیا اور اگر چہ اس نے چوری کی؟ تو آپ نے فرمایا جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا وہ نہ زنا کرے گا اور نہ ہی چوری کرے گا۔(2)

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 171

اللہ نے البعث میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنات الفردوس چار ہیں: ان میں سے دو باغ سونے کے ہیں کہ ان کی زیب وآرائش کا سامان، ان کے برتن اور دیگر جو کچھ ان میں ہے سب سونے کا ہے۔ اور دو باغ چاندی کے ہیں کہ ان میں زیب وآرائش کا سامان، ان کے برتن اور علاوہ ازیں جو کچھ ان میں ہے وہ سب چاندی کا ہے اور جنت عدن میں قوم اور رب کریم کے دیدار کے درمیان سوائے کبریائی کی چادر کے کوئی چیز حائل نہیں ہوگی اور وہ اسے اپنے چہرۂ قدرت پر لیے ہوگا۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ اور وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ (الرحمٰن) کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مقربین بارگاہ الٰہی کے لیے دو جنتیں سونے کی ہیں۔ اور اصحاب یمین (جنہیں نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا) کے لیے دو جنتیں چاندی کی ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ سابقین کے لیے دو باغ سونے کے ہیں اور تابعین کے لیے دو باغ چاندی کے ہیں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن تمیم رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ اور فرمایا: دو باغ ہیں ان میں سے ہر ایک کا عرض سو سال کی مسافت ہے۔ دونوں میں درخت ہیں۔ ان کی شاخیں انتہائی خوبصورت اور مضبوط ہیں۔ ان کے درخت بھی انتہائی گھرے اور پختہ ہیں۔ ان کی زمین انتہائی اعلیٰ اور عظیم ہے۔ ان کی نعمتیں بھی قدر و منزلت والی ہیں اور ان کی راحتیں دائمی ہیں۔ ان کی لذتیں قائم رہنے والی ہیں اور ان کی نہریں جاری ہیں۔ ان کی ہوا پاکیزہ اور اچھی ہے۔ ان کی برکت بہت زیادہ ہے۔ ان کی زندگی طویل ہے اور ان کے میوے لاتعداد ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد اور عبادت میں لگا رہتا تھا۔ پس ایک لڑکی اس کے ساتھ عشق کرنے لگی۔ وہ خلوت میں اس کے پاس آئی اور اس کے ساتھ گفتگو کی۔ پھر اس کے نفس نے اس کے بارے خوب ملامت کی۔ تو وہ سسکیاں بھرتے ہوئے رونے لگا اور اس پر غشی طاری ہوگئی۔ اس کا چچا اسے اپنے گھر لے آیا۔ جب اسے افاقہ ہوا تو اس نے کہا: اے چچا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور میری جانب سے انہیں سلام عرض کرو۔ پھر یہ عرض کرو: اس کی جزاء کیا ہے جو اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرا؟ پس اس کا چچا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معاملہ سے آگاہ کیا۔ نوجوان دوبارہ غرغرہ میں مبتلا ہوا اور اس سے فوت ہوگیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا: تیرے لیے دو

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 279 (4777)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 157، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

باغ ہیں، تیرے لیے دو باغ ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ﴿۴۸﴾ کا معنی ہے دونوں باغ مختلف رنگوں والے ہوں گے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر سے اور ہناد نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ﴿۴۸﴾ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وہ دونوں رنگ برنگے میووں والے ہوں گے۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: دونوں باغ (پھل دار) ٹہنیوں والے ہوں گے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ان دونوں کی ٹہنیاں آپس میں ایک دوسرے کو چھو رہی ہوں گی۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الفنن کا معنی ٹہنی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابوبکر بن حبان نے الفنون میں اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے الوقف والابتدا میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ﴿۴۸﴾ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: باغ کی دیواروں پر ٹہنیوں کا سایہ پڑنا۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا ہے؟

مَاهَاجَ شَوْقُکَ مِنْ هَدِیْرِ حَمَامَةٍ تَدْعُوْ عَلٰی فَنَنِ الْغُصُوْنِ حَمَامَا

”کبوتری کی چہچہاہٹ سے تیرے شوق نے جوش نہیں مارا۔ جو ٹہنیوں کے سائے میں کبوتر کو بلاتی ہے“۔

تَدْعُوْ بَاشْرَخَیْنِ صَادَفَ طَاوِیًا ذَا مِخْلَبَیْنِ مِنَ الصُّقُوْرِ قَطَامَا

”وہ پالان کے دونوں کونوں کے درمیان سے بلاتی ہے۔ اچانک شاہینوں میں سے شکرے نے اس حال میں ملاقات کی کہ وہ پنجوں کو لپیٹے ہوئے تھا“۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ دونوں باغ (اس) فضل وکرم والے ہیں جو ان کے سوا پر ہے۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ﴿۵۲﴾ کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان دونوں میں ہر قسم کا پھل ہے۔ فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا دنیا میں کوئی میٹھا یا کڑوا پھل نہیں ہے مگر وہ جنت میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ اندرائن (تمہ) بھی ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 468 (736)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 171، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 172 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 173

ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ (پھلوں کے) گچھے صنعا سے زیادہ دور ہیں۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تمہیں ان کے اندرونی حصے کی خبر دی گئی ہے۔ ان کا ظاہر کیسا ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ کی قرأت میں ہے مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ استبرق فارسی زبان کا لفظ ہے موٹے ریشم کو استبرق کہا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ (کہ ان کے استر تو ریشم کے ہیں) تو ان کے ظواہر کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ اس طرح ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (السجدہ: 17) (پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی)(3)

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے ظواہر خالص نور کے ہوں گے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ کے تحت فرمایا: وَ جَنَا سے مراد ان کا پھل ہے اور دَانٍ سے مراد ہے کہ وہ تیرے قریب ہوگا۔ حتی کہ کھڑا اور بیٹھنے والا سب ہی اسے پالیں گے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کا پھل قریب ہوگا اور ان کے ہاتھوں کو پھل کا دور ہونا یا کوئی کانٹا واپس نہیں لوٹائے گا (یعنی پھل تک پہنچنے میں حائل نہیں ہوگا) فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! کوئی آدمی جنت کا کوئی پھل نہیں توڑے گا کہ ساتھ ہی وہ اس کے منہ میں آجائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس سے بہتر اور اچھا پیدا فرمادے گا۔(6)

فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29 (33960)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 174، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 86-285 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 174 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾ وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِيْهِمَا
عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ
وَّ رُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾

”ان میں نیچی نگاہوں والی (حوریں) ہوں گی۔ جن کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ تو گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہوتا ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دو کے علاوہ دو اور باغ بھی ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں نہایت سرسبز و شاداب۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں دو چشمے جوش سے ابل رہے ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں میوے ہوں گے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کا مفہوم ہے کہ وہ نگاہیں جھکائے ہوئے ہوں گی اپنے خاوندوں پر۔ وہ ان کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ قسم بخدا! نہ وہ اجنبی لوگوں پر اپنی زینت اور محاسن ظاہر کریں گی اور نہ ہی ان کے چہروں کی طرف دیکھیں گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ مردوں سے اپنی نگاہیں نیچی کیے ہوں گی اور وہ اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ کا واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کے تحت فرمایا: وہ اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لَمْ يَطْمِثْهُنَّ کا معنی ہے کسی نے انہیں نہیں چھوا۔ (2)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ کسی نے ان کے ساتھ وطی نہیں کی۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 176

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34047)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ کسی ان کے ساتھ مجامعت نہیں کی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تو کسی عورت کو طمثت نہ کہہ۔ کیونکہ الطمث کا معنی جماع ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے لَمْ يَطْمِثْهُنَّ کا معنی دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: جنتی عورتیں اسی طرح ہیں کہ ان کے خاوندوں کے سوا کوئی بھی ان کے قریب نہیں جائے گا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ کہ وہ کہتا ہے:

مَشَيْنَ اِلَيَّ لَمْ يَطْمِثْنَ قَبْلِيْ وَهُنَّ اَصَحُّ مِنْ بِيْضِ النِّعَامِ

''وہ میری طرف چل کر آئیں، انہوں نے مجھ سے پہلے کسی کو مس نہیں کیا اور وہ شترمرغ کے انڈے سے بڑھ کر سفید اور روشن ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ارطاۃ بن منذر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے ضمرہ بن حبیب کے پاس یہ ذکر کیا: کیا جن جنت میں داخل ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ جنوں کے لیے عورتیں بھی جنوں میں سے ہوں گی اور انسانوں کے لیے عورتیں بھی انسانوں میں سے ہوگی۔(3)

امام سعد بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اہل دنیا کی عورتوں میں سے ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ اس طرح تخلیق فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ (الواقعہ) (ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنادیا انہیں کنواریاں)۔ اور جب سے دوسری بار پیدا کی گئیں انس و جن میں سے کسی نے انہیں چھوا تک نہیں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے اور وہ بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے عضو تناسل پر جن لپٹ جاتا ہے۔ وہ بھی اس کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن تمیم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ اور فرمایا: ان تک نہ دھوپ پہنچے گی نہ دھواں۔ نہ انہیں آزمائشوں میں مبتلا کیا جائے گا نہ ہی وہ کوئی گھٹیا اور ذلت آمیز گفتگو کریں گے، نہ غم واندوہ ان کی ملامت اور چستی کو متغیر کریں گے اور نہ ہی وہ مایوس اور ناامید ہوں گی۔ وہ ہمیشہ رہنے والیاں انہیں موت نہیں آئے گی۔ وہ وہیں سکونت پذیر ہیں وہاں سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34046)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 176، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

کوچ نہیں کریں گی۔ ان کے لیے اتنی بھلائیاں اور ان کے اتنے منافع اور فوائد ہیں کہ اوہام واذہان ان کا وصف بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ جنت کا سبزہ زرد رنگ کی مثل ہے اور اس کا زرد رنگ سبزے کی مثل ہے۔ اس میں نہ کوئی پتھر ہے نہ کوئی ڈھیلا، نہ کیچڑ۔ نہ وہاں کوئی خشک لکڑی ہے۔ اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کا سایہ قائم اور باقی رہنے والا ہے۔

امام احمد، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ کے تحت فرمایا: وہ اس کے چہرے کی طرف اس کے رخسار میں دیکھے گا جو شیشے سے زیادہ صاف اور شفاف ہوگا۔ بے شک اس پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے مابین کو روشن کر دے گا۔ بلاشبہ اس پر ستر کپڑوں کا حجاب ہوگا۔ لیکن اس کی نگاہ ان سے پار نکل جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کا گودا بھی دیکھ لے گا۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یاقوت کی صفائی اور موتی کی سفیدی اور چمک میں گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یاقوت کی صفائی اور مرجان کی سفیدی اور چمک میں گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے رنگ صفائی اور چمک میں یاقوت اور موتیوں کی طرح ہیں۔ (4)

ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن حارث سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح ہیں گویا وہ دھاگے میں پروئے ہوئے موتی ہیں۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کپڑوں کے اندر سے ان کی پنڈلیوں کا گودا اس طرح دکھائی دیتا ہے۔ جیسے یاقوت میں دھاگہ دکھائی دیتا ہے۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے وصف الجنۃ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں میں سے عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر حلوں کے اندر سے بھی دکھائی دے گی۔ یہاں تک کہ اس کا گودا بھی نظر آئیگا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ پس یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر تو اس میں دھاگہ داخل کرے۔ پھر اسے خوب صاف رکھے تو تو دھاگے کو اس کے اندر سے دیکھ لے گا۔ (7)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 516 (3774)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 178، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 177

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 40 (34043)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً

6۔ ایضاً (34044)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 177

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر ستر ریشمی حلے ہوں گے لیکن کپڑوں کے پیچھے سے اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اگر تم میں سے کوئی دھاگہ لے کر یاقوت میں داخل کر دے۔ تو کیا دھاگہ یاقوت کے اندر سے دکھائی نہیں دیتا؟ اصحاب نے کہا: کیوں نہیں یقیناً دکھائی دیتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا پس وہ بھی اسی طرح ہیں۔ اور آپ جب کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو آپ اس کی تائید کے لیے قرآن کریم کی آیت بھی لاتے تھے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث قیسی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت میں سے ہر آدمی کی بیوی پر ستر سرخ حلے ہوں گے۔ لیکن ان کے پیچھے کی جانب سے ان کی پنڈلیوں کا گودا پھر بھی دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: بے شک حورعین میں سے ایک ستر حلے پہنے ہوئے ہوگی اور وہ تمہارے اس شف (یعنی کسی شی کا اتنا باریک ہونا کہ اس سے دوسری جانب کی شے دکھائی دے) سے بھی زیادہ باریک ہوں گے جنہیں تم شف کہتے ہو اور بے شک گوشت کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا بھی دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک مقربین کی عورتوں میں سے ہر عورت کو ریشم کے سو حلے پہنائے جائیں گے جو نور سے صیقل شدہ ہوں گے ان تمام کے باوجود اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا اور اصحاب یمین کی عورتوں میں سے ہر عورت کو ستر ریشمی اور نور سے صیقل کیے ہوئے حلے پہنائے جائیں گے اور ان تمام کے پیچھے سے اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت کی عورتوں کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک حورعین میں سے ہر عورت کی پنڈلی کا گودا گوشت اور ہڈیوں کے پیچھے سے ستر حلوں کے نیچے بھی دکھائی دے گا۔ جیسا کہ سرخ شراب سفید شیشی میں دکھائی دیتی ہے۔

امام ہناد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن میمون سے اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

رہا ارشاد گرامی هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۞۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے۔ لیکن بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا جسے میں نے توحید کی نعمت عطا فرمائی ہے اس کی جزا فقط جنت ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 371 (427)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3B

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: جسے میں نے اسلام کی نعمت سے مالا مال فرمایا ہے اس کی جزا یہ ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بغوی نے اپنی تفسیر میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابن نجار نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مذکورہ آیت کے تحت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو جو تمہارے رب نے کہا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس پر میں نے توحید قبول کرنے کا انعام واکرام فرمایا کیا اس کی جزا جنت کے علاوہ بھی ہو سکتی ہے۔ (1)

ابن نجار نے تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جسے میں نے توحید کی نعمت و دولت سے نوازا کیا اس کی جزا جنت کے سوا بھی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر میں نے یہ انعام فرمایا کہ اس نے دنیا میں کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو کیا آخرت میں اس کی جزا جنت کے سوا بھی کچھ ہو سکتی ہے؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیا اس کی جزا جنت کے سوا کوئی ہو سکتی ہے؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن عدی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورۂ رحمٰن میں مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی جو کافر اور مسلمان کے لیے فیصلہ کن ہے: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کافر اور مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری نے الادب میں، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن حنفیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت نیکوکار اور فاجر کے لیے فیصلہ کن ہے (3)۔ بیہقی نے کہا: یہ روایت مرسل ہے۔

امام خطیب نے تاریخ میں اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک سرخ رنگ کا ستون ہے۔ اس کا اوپر والا سرا عرش کے پایوں میں سے ایک پائے پر مڑا ہوا ہے اور اس کا نچلا حصہ ساتویں زمین کے نیچے مچھلی کی پشت پر ہے۔ پس جب بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو وہ مچھلی حرکت کرتی ہے اور عرش کے نیچے وہ

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 215، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 525 (9154)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ستون بھی حرکت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ عرش کو فرماتا ہے: ساکن ہو جا۔ تو وہ عرض کرتا ہے: نہیں۔ تیری عزت کی قسم! میں ساکن نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو یہ کلمہ کہنے والے کے سابقہ گناہ معاف فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اچھے اور نیک اعمال کیے پس انہیں نیکی اور بھلائی کی جزاء دی گئی۔ (2)

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ الآیات۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: یہ دونوں ان کے سوا ہیں جن میں نہریں جاری ہیں۔

امام ہناد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ کا معنی ہے وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں اس سبزی اور شادابی کے سبب سیاہ ہونے کے قریب ہیں جو پانی کی کثرت کے سبب ہوتی ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں انتہائی سرسبز و شاداب اور خوش نظر ہیں۔ (4)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قول باری تعالیٰ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ کے بارے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دونوں نہایت سرسبز و شاداب باغات ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ کا معنی ہے دونوں سرسبز ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیے ہیں۔ (6)

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ کا معنی ہے وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے۔ وہ دونوں انتہائی خوش منظر سرسبز و شاداب باغ ہیں۔ جب سبزی شدت اختیار کر جاتی ہے تو وہ سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ (7)

1۔ تاریخ بغداد، جلد 1، صفحہ 168

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 180 4۔ ایضاً

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34053)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 180 7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **مُدْهَآمَّتٰنِ**۝ کا معنی ہے کہ وہ دونوں (سبز رنگ کی شدت کے سبب) سیاہ ہو چکے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے کہا **مُدْهَآمَّتٰنِ**۝ کا معنی ہے انتہائی سبزے کے سبب دونوں سیاہ ہیں۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن زید سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے **مُدْهَآمَّتٰنِ**۝ پڑھا اور پھر رکوع کیا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دو چشمے جو جاری ہیں۔ وہ ان سے بہتر ہیں جو دونوں ابل رہے ہیں۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ ہیں کہ وہ دو چشمے جو ابل رہے ہیں وہ ان دو سے افضل ہیں جو جاری ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **نَضَّاخَتٰنِ**۝ کا معنی ہے فَائِضَتَانِ یعنی ان میں دو چشمے بہہ رہے ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے سبزی و شادابی سے پانی کے دو چشمے ابل رہے ہوں گے۔

امام ہناد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **نَضَّاخَتٰنِ**۝ کا معنی ہے، وہ دونوں پانی سے ابل رہے ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ دونوں چشمے کستوری اور عنبر سے ابل رہے ہیں اور جنت کے گھروں پر اسی طرح چھڑکاؤ کرتے ہیں جیسے اہل دنیا کے گھروں پر بارش۔(5)

امام ابن مبارک نے الزہد میں، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں چشمے میووں کے مختلف رنگوں کے ساتھ ابل رہے ہوں گے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ دونوں چشمے خیر کے ساتھ ابل رہے ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں: وہ ہر قسم کے خیر کے ساتھ ابل رہے ہوں گے۔(7)

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ **فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ**۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ یہ سب پھل ہیں۔ یعنی ان میں میوے، کھجوریں اور انار ہوں گے اور ہر قسم کے میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 318 (3631)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 181

4۔ ایضاً

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29 (34056)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 182

7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34054)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، حارث بن ابی اسامہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہود میں سے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا جنت میں میوے ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس میں میوے، کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پھر انہوں نے عرض کی: کیا اہل جنت وہاں اسی طرح کھایا کریں گے جس طرح اہل دنیا دنیا میں کھاتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ بلکہ اس سے دوگنا۔ پھر وہ عرض کرنے لگے: کیا وہ قضائے حاجت بھی کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ انہیں پسینہ آئے گا اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کے پیٹ سے ہر اذیت ناک شے کو زائل کردے گا۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت کے کھجور کے درختوں کے مُڈھ سبز زمرد کے ہوں گے۔ ٹہنیاں کاٹ لینے کے بعد باقی ماندہ تنے سرخ سونے کے ہوں گے اور ان کی شاخیں اہل جنت کا لباس ہوں گی۔ اہل جنت کے کپڑے اور حلے انہیں سے بنے ہوں گے اور ان کے پھل گھڑوں کی مثل ہوں گے۔ دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم ہوں گے اور ان میں گٹھلی نہیں ہوگی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سلمان سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹی سی ٹہنی پکڑی۔ اور پھر کہا: اگر تو جنت میں اس ٹہنی کی مثل بھی تلاش کرے گا تو تو اسے نہیں پائے گا۔ عرض کی گئی: تو پھر کھجور اور دوسرے درخت کہاں ہوں گے ان کی جڑیں اور تنے موتیوں اور سونے کے ہوں گے اور ان کے اوپر پھل لگا ہوگا۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت کی کھجوروں کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان کی جڑیں چاندی کی ہیں، مُڈھ سونے کے ہیں اور ان کی ٹہنیاں حلے ہیں اور ان کا پھل تروتازہ ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے، مکھن سے بڑھ کر نرم و ملائم ہے اور شہد سے زیادہ شیریں اور میٹھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت کا نظارہ کیا تو اس کے انار اس اونٹ کی مثل تھے جس پر پالان کسا ہوا ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنت کے پھلوں سے ایک پھل کی لمبائی بارہ ہاتھ ہے۔ اس کی گٹھلی نہیں ہوگی۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ انار کا ایک دانہ لیں گے اور اسے کھائیں گے۔ تو آپ سے کہا گیا: تم ایسا کیوں کرو گے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جنت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 517 (3776)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34055)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کے دانہ کے ساتھ زمین میں انار کی پیوند کاری کی جاتی ہے۔ شاید وہ بھی اسی طرح ہوگا۔(1)

امام ابن السنی نے طب نبوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ان اناروں میں سے کوئی انار نہیں ہے مگر یہ کہ جنت کے انار کے دانہ کے ساتھ اس کی پیوند کاری کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

''ان میں اچھی سیرت والیاں اچھی صورت والیاں ہوں گی۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ حوریں پردہ دار خیموں میں۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان کو بھی اب تک نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سبز مسند پر جو از حد نفیس، بہت خوبصورت ہوگی۔ (پس اے انسانو! اور جنو!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (اے حبیب!) بڑا بابرکت ہے آپ کے رب کا نام، بڑی عظمت والا، احسان فرمانے والا''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ کا مفہوم ہے: ان میں اچھی سیرت والی اور اچھی صورت والی عورتیں ہوں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موتیوں کے خیموں میں ان کے دل، آنکھیں اور ان کے نفس اپنے خاوندوں پر ہی محصور اور نچھاور ہوں گے۔ وہ ان کے سوا کسی کو نہیں دیکھیں گی۔(2)

امام ہناد نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ حوریں موتیوں کے خیموں میں محبوس ہوں گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ کیا ہے؟ یہ بڑے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 59 (8040)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 185، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

جوف والا (اندر سے بہت وسیع) موتی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خیام سے مراد بڑے اور وسیع جوف والا موتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: یہ حوریں پردہ دار موتیوں کے خیموں میں ہوں گی۔ ایک خیمہ ایک موتی سے بنا ہوگا جو اندر سے چار فرسخ تک کھلا ہوگا۔ اس کے لیے چار ہزار سونے کے (کواڑ) دروازے بنے ہوں گے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک خیمہ ایک موتی کا ہوگا اس کے لیے ستر سونے کے دروازے ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خیمے وسیع جوف والے موتیوں سے بنے ہوں گے۔(4)

امام مسدد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خیام سے مراد جوف والے موتی ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: خیمہ وسیع اور کھلے جوف والا موتی ہے۔ اس کی لمبائی آسمان میں ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر کونے اور زاویے میں مومن کے لیے اہلیہ اور بیوی ہوگی اور دوسروں کی نظر ان پر نہیں پڑے گی۔ صرف وہی مومن ان کے پاس باری باری گھومتا پھرتا رہے گا۔(6)

ابن ابی شیبہ اور ہناد نے حضرت عبید بن عمیر سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کے لیے ادنیٰ مقام یہ ہوگا کہ ایک آدمی کے لیے ایک موتی کا گھر ہوگا۔ اس میں کئی کمرے ہوں اور ان کے کئی دروازے ہوں گے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۝ کے تحت حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ جنت کی کنواری عورتوں کی صفات ہیں۔(8)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اخلاق اور سیرت کے اعتبار سے انتہائی عمدہ اور صورت اور چہروں کے لحاظ سے انتہائی خوبرو اور خوش شکل ہوں گی۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 189 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 187

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 42 (34060)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187

6۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 279 (4778)، دارالفکر بیروت 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 33 (33997)

8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 41 (34057) 9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 184

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن مبارک نے الزہد میں حضرت اوزاعی سے بیان کیا ہے کہ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۝ کا مفہوم ہے: وہ فحش گو نہیں ہوں گی (یعنی ان کی زبان بیہودہ گوئی سے پاکیزہ ہو گی) نہ وہ کسی کو دھوکہ دیں گی اور نہ ہی کسی کو اذیت پہنچائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر مسلمان کے لیے ایک نیک سیرت اور خوش صورت عورت ہوگی۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک خیمہ ہوگا، ہر خیمے کے چار دروازے ہوں گے، اسے ہر روز اللہ تعالیٰ کی جانب سے تحفہ، کرامت اور ایسا ہدیہ عطا کیا جائے گا جو اس سے قبل اس کے پاس نہیں ہوگا۔ نہ ان کی آنکھیں خراب ہوں گی، نہ وہ خاوند کی نافرمان ہوں گی، نہ ان کے منہ سے بدبو آئے گی اور نہ کہیں اور جسم سے بدبو آئے گی۔ وہ خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہیں۔ گویا کہ وہ انڈے ہیں جنہیں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ ابن مردویہ نے ایک دوسری سند سے یہی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع بیان کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک حور عین (خوبصورت آنکھوں والی حوریں) جنت میں یہ گانا گائیں گی: ''نَحْنُ الْخَيْرَاتُ الْحِسَانُ جِئْنَا لِاَزْوَاجٍ كِرَامٍ'' (اور ہم اچھی سیرت والیاں اور اچھی صورت والیاں ہیں، ہم معزز و محترم اور ذی مرتبہ و مقام خاوندوں کے لیے آئی ہیں)۔ (1)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے قول باری تعالیٰ حور عین کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ حوریں ہیں جن کی رنگت سفید ہے، ان کی آنکھیں خوبصورت اور بڑی بڑی ہوں گی، آنکھ کا کنارہ گدھ کے پر کی طرح ہوگا۔ اور ابن مردویہ کے الفاظ میں ہے: کہ پلکوں کا کنارہ گدھ کے پر کی طرح ہے۔ پھر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشاد كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۝ (الواقعہ: 23) کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی صفائی اور چمک اس موتی کی صفائی اور چمک کی طرح ہوگی جو اس صدف اور سیپ میں ہوتا ہے جسے کسی ہاتھ نے ابھی تک چھوا نہیں ہوتا۔ پھر میں نے عرض کی۔ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۝ (الصافات) کے بارے ارشاد فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی رقت اور ملامت اس جلد کی نرمی کی طرح ہے جو انڈے کے اندر کی جانب ہوتی ہے اور اس کے اوپر چھلکا ہوتا ہے۔ پھر میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ارشاد باری تعالیٰ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ۝ کے بارے کچھ ارشاد فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی رنگ اور چمک اپنی صفائی کے اعتبار سے اس موتی کی صفائی طرح ہوگی جو ابھی ان سیپوں میں ہوتے ہیں جنہیں کسی ہاتھ نے مس نہ کیا ہو۔ پھر میں نے عرض کی: فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۝ کا مفہوم مجھے ارشاد فرمائیے۔ تو آپ ﷺ اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا: اچھے اور عمدہ اخلاق اور سیرت و کردار والیاں اور حسین و جمیل اور خوبرو چہروں والیاں۔ پھر عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ عُرُبًا اَتْرَابًا۝ (الواقعہ) (دل و جان سے) پیار کرنے والیاں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 32 (33988)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہم عمر) تو حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ عورتیں ہیں کہ جب ان کی روحیں دار دنیا میں قبض کی گئیں تو یہ بوڑھی ہو چکی تھیں۔ آنکھوں سے کیچڑ بہہ رہا تھا اور سر کے بال بھی سیاہ و سفید ملے جلے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس بڑھاپے کے بعد جب انہیں (دوبارہ) پیدا فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں کنوارا بنا دے گا۔ دل و جان سے عشق و محبت کرنے والا ہم عمر بنا۔ فرمایا عربا کا معنی ہے متعشقات متحببات (عشق کرنے والیاں محبت و پیار کرنے والیاں) اور ''اترابا'' کا معنی ہے ''علی میلاد واحد'' (یعنی ایک ہی وقت انہیں پیدا فرمایا۔ ہم عمر) پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا کہ حورعین؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی عورتیں حورعین سے اس طرح افضل ہیں؟ جس طرح ظاہر کو باطن پر فضیلت حاصل ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ایسا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور عبادت میں مشغول رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور سے منور فرمادے گا اور ان کے جسموں پر ریشمی لباس پہنائے گا۔ ان کی رنگتیں سفید ہوں گی اور کپڑوں کا رنگ سبز ہوگا اور زیورات کی صورت یہ ہوگی کہ ان کی گوندی ہوئی چوٹیوں پر موتی ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہیں گی: خبردار سنو! ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ ہمیں کبھی موت نہیں آئیگی۔ سنو! ہم آسودہ حال ہیں اور ہم کبھی مفلس نہیں ہوں گی۔ سنو! ہم مقیم رہنے والیاں ہیں۔ ہم کوچ نہیں کریں گی۔ خبردار سنو! ہم راضی رہنے والیاں ہیں۔ ہم ناراض نہیں ہوں گی۔ مبارک اور بشارت ہے اس کے لیے جو ہمارے لیے ہے اور جس کے لیے ہم ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ایک عورت دنیا میں دو، تین یا چار آدمیوں کے ساتھ باری باری شادی کرتی ہے پھر وہ مر جاتی ہے اور جنت میں داخل ہوتی ہے اور اس کے ساتھ وہ سارے لوگ بھی (جن کے ساتھ اس نے دنیا میں شادی کی تھی) جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ تو ان میں سے اس کا خاوند کون ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو اختیار دیا جائے گا اور وہ اچھے اخلاق اور سیرت والے کو اختیار کرے گی اور عرض کرے گی اے میرے پروردگار! یہ آدمی دار دنیا میں اپنے حسن اخلاق اور سیرت و کردار کے اعتبار سے میرے ساتھ انتہائی اچھا تھا پس تو اسے میرا زوج بنا دے۔ اے ام سلمہ: دنیا اور آخرت کی بھلائی حسن اخلاق لے گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لیجایا گیا تو میں جنت میں داخل ہوا اور ایک نہر کے پاس آیا جسے بیذخ کہا جاتا ہے۔ اس پر موتیوں، سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے خیمے ہیں۔ وہاں مجھے ندا دی گئی۔ السلام علیك یا رسول اللہ! ﷺ۔ تو میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ آواز کیسی ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ یہ پردے دار خیموں میں رہنے والیوں کی آواز ہے۔ انہوں نے اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطا فرمادی ہے۔ پھر انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ ہم راضی و خوشی رہنے والیاں ہیں، ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ ہم سکونت اختیار کرنے والیاں ہیں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، ہم کبھی یہاں سے سفر اور کوچ نہیں

کریں گی۔ اور آپ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ کا معنی ہے سفید اور روشن رنگ کی حوریں۔ مَقْصُوْرٰتٌ محبوس ہیں۔ فِي الْخِيَامِ موتیوں کے گھروں میں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حُوْرٌ کا مفہوم ہے آنکھ کی سیاہی کا خوب سیاہ ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ کا مفہوم ہے (یہ حوریں پردہ دار خیموں میں) یعنی اپنے گھروں سے باہر نہیں نکلیں گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ حوریں محبوس ہیں خیموں میں۔ وہ راستوں میں پھرنے اور چکر لگانے والی نہیں ہیں۔ اور الْخِيَامِ سے مراد وہ موتی ہیں جو اندر سے کھلے اور وسیع ہیں۔(2)

امام ہناد بن سری رحمہما اللہ نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کا بیٹا جسے ابوبکر کہا جاتا تھا ایک جنگ سے واپس آ کر ان کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے صورت حال دریافت کی۔ پھر اس نے کہا: کیا میں آپ کو اپنے فلاں ساتھی کے بارے خبر نہ دوں؟ اس اثناء میں کہ ہم جنگ لڑ رہے تھے کہ اچانک وہ جوش میں آ گیا اور کہنے لگا۔ ''وَا اَهْلَاهُ وَا اَهْلَاهُ'' (ہائے میرے اہل، ہائے میرے اہل!) ہم اس کی طرف گئے۔ ہم نے یہ گمان کیا کہ اسے کوئی عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ تو ہم نے اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے کہا: میں اپنے آپ سے یہ کہتا تھا کہ میں شادی نہیں کروں گا یہاں تک کہ مجھے جام شہادت پلا دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ حور عین سے میری شادی کر دے گا۔ پس جب مجھ پر شہادت طویل ہو گئی (یعنی اتنا وقت گزر گیا اور میں شہادت کی سعادت سے بہرہ ور نہ ہوا) تو میں نے اپنے دل میں یہ بات کہی کہ اگر میں زندہ واپس لوٹ کر گیا تو میں شادی کر لوں گا، تو حالت خواب میں میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے کہا کیا تو یہ کہہ رہا ہے کہ اگر میں واپس لوٹ کر گیا تو میں شادی کروں گا؟ اٹھ! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیری شادی عیناء (حور عین) سے کر دی ہے۔ پس وہ مجھے سرسبز و شاداب باغ کی طرف لے کر گیا۔ اس میں دس دوشیزائیں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کام کی ماہر تھی جو وہ کر رہی تھی۔ میں نے حسن و جمال میں ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا: کیا یہی عیناء ہیں۔ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ ہم تو اس کی خادمائیں ہیں (اس میں بیس دوشیزائیں تھیں، ان میں سے ہر ایک اپنے کام کی ماہر تھی جو وہ کر رہی تھی۔ پہلی دس میں ان کے حسن و جمال کی کوئی شے نہ تھی (یعنی پہلی دس کو حسن و جمال اور خوبصورتی میں ان کے ساتھ کوئی نسبت نہ تھی) میں نے کہا: کیا یہی عیناء ہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں ہم تو اس کی خادمائیں ہیں) اور وہ سامنے کی جانب ہے۔ پھر میں آگے بڑھا: ایک اور باغ میں تھا جو پہلے باغ سے بڑھ کر سرسبز اور زیادہ خوبصورت تھا۔ اس میں چالیس دوشیزائیں تھیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک کام تھا جسے وہ بڑی مہارت کے ساتھ کر رہی تھیں۔ حسن و جمال کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 87-86-184، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 186

اوصاف میں پہلی دس اور بیس کو ان سے کوئی نسبت نہ تھی۔ میں نے پوچھا: کہ یہی عیناء ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ ہم تو اس کی خدمت گزار ہیں اور وہ سامنے کی طرف ہے۔ میں مزید آگے چلا۔ تو میں ایک یاقوت میں پہنچا جو اندر سے بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ اس میں ایک پلنگ پر ایک عورت تھی۔ اس کا پہلو پلنگ سے زائد تھا۔ تو میں نے اسے کہا: کیا تو عیناء ہے؟ اس نے جواب دیا، ہاں مرحبا خوش آمدید! میں آگے بڑھا تا کہ میں اپنا ہاتھ اس پر رکھوں۔ تو اس نے کہا: ٹھہر جا۔ بے شک ابھی تک تجھ میں روح موجود ہے۔ لیکن آج رات کا کھانا تیرا ہمارے پاس ہوگا۔ ابھی وہ آدمی اپنی بات سے فارغ ہی ہوا تھا کہ اتنے میں منادی نے آواز دی: اے اللہ تعالیٰ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ۔ تو میں اس آدمی کی طرف دیکھنے لگا اور ساتھ سورج کی طرف بھی دیکھتا رہا۔ ہم دشمن کے سامنے صف آرا تھے اور میں اس کی بات کا ذکر بھی کرتا رہا۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ دونوں سے پہلے کون گرا۔ اس کا سر یا کہ سورج پہلے غروب ہوا۔ تو حضرت انس نے فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے، یہ خاموشی (موت) جلد اور اچانک آنے والی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْخِيَامِ سے مراد وسیع اور کشادہ جوف والے موتی ہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔ (2)

ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خیمہ وسیع جوف والا موتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنت میں مومن کا گھر موتی سے بنا ہوا ہے۔ اس میں چالیس کمرے ہوں گے، اس کے وسط میں ایک درخت ہے جس پر حلے اگیں گے۔ پس وہ اس کے پاس آئے گا اور اپنی انگلی کے ساتھ ستر حلے اٹھا لے گا جو موتی اور مرجان لگی پٹیوں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ الْخِيَامِ سے مراد حجال ہیں۔ یعنی وہ کمرہ جو دلہن کے لیے سجایا اور آراستہ کیا جاتا ہے۔ (5)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٧٤﴾ کا معنی ہے جب سے وہ پیدا کی گئی ہیں اس سے قبل جن وانس میں سے کسی نے انہیں چھوا تک نہیں۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت حیان بن ابی جبلہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک اہل دنیا کی عورتیں جب جنت میں داخل ہوں گی تو دنیا میں ان کے اعمال کرنے کے سبب انہیں حور عین پر فضیلت اور فوقیت دی جائے گی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ کے تحت فرمایا کہ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے گوشہ عزت میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 188 3۔ ایضاً

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 40 (34040)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 186

WWW.NAFSEISLAM.COM

عمدہ اور خوبصورت مسند اور قالین پر۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ کا مطلب ہے عمدہ اور بہترین مسند، گوشہ عزلت اور عَبْقَرِيٍّ کا معنی ہے خوبصورت قالین۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے بیان کیا ہے کہ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے سبز رنگ کی عمدہ اور اعلیٰ مسند۔ اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ کا مفہوم ہے۔ موٹا ریشم جو انتہائی خوبصورت ہو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے سبز قالین اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ کا معنی ہے حاشیہ دار خوبصورت بچھونا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا مفہوم ہے گوشہ عزلت۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث والنشور میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رَفْرَفٍ خُضْرٍ سے مراد گوشہ عزلت ہے اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ سے مراد قالین ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے کہ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سبز عزلت کدوں میں اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ سے مراد قالین ہیں۔(6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عاصم جحدری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ سے مراد تکیے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ سے مراد باغات اور عبقری سے مراد قالین ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زہیر قرشی بصرہ کے بہت ماہر نحوی ہوئے ہیں وہ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبَاقِرِيٍّ حِسَانٍ ۝۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں اور حاکم نے حضرت ابوبکر سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح قرأت فرمائی۔ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفَارِفَ خُضْرٍ وَّعَبَاقِرِيٍّ حِسَانٍ ۝ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باغوں کے مابین پائی جانے والی فضیلت اور عظمت کا ذکر فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ فرمایا: ان دو کے سوا اور باغ ہیں اور وہ دونوں انتہائی سرسبز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 190، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 191 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 190

4۔ ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 43 (34073)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 91-190 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 190

ہیں۔ فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ۝ ان دونوں میں دو چشمے ابل رہے ہوں گے۔ اور وہاں فرمایا: ان میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ۝ اور وہاں فرمایا۔ مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ۝ یعنی یہاں فرمایا: ان دونوں میں میوے، کھجوریں اور انار ہیں۔ اور وہاں فرمایا: یہ پھل کی دو قسمیں ہیں۔ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۝ اور وہاں فرمایا قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۝۔ یہاں فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۝ اور وہاں فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ۔ فرمایا اِسْتَبْرَقٍ کا معنی ریشم اور عَبْقَرِيٍّ سے مراد قالین ہیں۔

رہا ارشاد خداوندی تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۝۔

امام بخاری نے الادب میں، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا ''يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' تو آپ نے فرمایا: تیری دعا قبول کی جائے گی، سو تو مانگ، التجا کر۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اور پاس ہی ایک آدمی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب وہ رکوع و سجود اور تشہد و دعا کے ساتھ نماز مکمل کر چکا تو اس نے اپنی دعا میں کہا۔ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ'' تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ سے اس عظمت و شان والے نام کے ساتھ دعا مانگی ہے کہ جب اس نام سے دعا مانگی جائے تو وہ اسے قبول فرما لیتا ہے اور جب اس نام سے اس سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ ضرور عطا فرما دیتا ہے۔(2)

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے رخ زیبا پھیرتے تو تین بار استغفر اللہ پڑھتے۔ پھر یہ دعا مانگتے ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کے ساتھ اصرار کیا کرو۔ (بار بار کہا کرو) کیونکہ یہ دونوں اسم اللہ تعالیٰ کے انتہائی عظمت اور اعلیٰ شان والے اسماء میں سے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''يَا ذَا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 505 (3527)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 406 (1466)، مکتبۃ الرشد الریاض

3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 98-97 (300)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَام'' کے ساتھ اصرار کیا کرو۔

امام احمد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ربیعہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''ذَا الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَام'' کے ساتھ اصرار کیا کرو۔ (1)

امام ترمذی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقا دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یَا ذَا الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَام کے ساتھ اصرار کیا کرو۔ (2)

Nafseislam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ مسند امام احمد، سند 4، صفحہ 177، دار صادر بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 504 (3524)، دار الکتب العلمیہ بیروت